بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

بقائے اصلح کا اصول ایک قرین قیاس اصول ہے، جس شئے میں جس قدر صلاح و سداد ہے اس کو اسی قدر امتداد حیات حاصل ہے، یہ فطرت کا ایک آئین مسلم ہے۔ کائنات کی ہر شی فنا کی زد میں ہے۔ یہاں وہی اپنا وجود تا دیر باقی رکھ سکتا ہے جو بقائے حیات کے تقاضوں کو پورا کرنے کی بہتر صلاحیتوں سے بہرہ ور ہو۔ بقائے حیات کے تقاضوں میں سے ایک اہم تقاضا کسی شی کا اپنے تشخص کو فنا سے بچا کر قائم رکھنا ہے۔ کشاکش ہستی میں وہ اشیاء اپنا وجود باقی رکھنے میں ناکام رہتی ہیں جو اپنے تشخص کو برقرار نہ رکھ سکیں۔ موج جب تک متحرک اور مضطرب رہ کر اپنا تشخص باقی رکھتی ہے زندہ ہے۔ جہاں اس نے آسودہ ہوکر اپنا تشخص کھویا وہ معدوم ہوئی۔

موجیم کہ آسودگی ما عدم ماست   ما زندہ ازانیم کہ آرام نہ گیریم

(ہم موج ہیں آسودگی ہمارے لیے موت ہے۔ ہم سعی پیہم سے زندہ ہیں)

موجودات کی کوئی شی قدرت کے اس لازوال قانون سے مستثنی نہیں۔ مادیات کے علاوہ معنویات کی دنیا میں بھی قدرت کا یہ اٹل قانون جاری و ساری ہے۔ تہذیب و تمدن، افکار و نظریات سے لے کر افراد اور اقوام تک اس قانون کے تابع ہیں۔ اس دنیا میں جو چیز پیدا ہوتی ہے عوارض پیہم اس کو مٹانے کے درپے رہتے ہیں اور اسے زندہ رہنے کے لئے اپنے تشخص کی حفاظت کرنا پڑتی ہے۔

یہی جذبہ تشخص تھا جس کی کارفرمائی سے ۲۰ سال پہلے پاکستان نام کی ایک مملکت معرض وجود میں آئی۔ برصغیر کی اکثریت نے کہا کہ مسلمانوں کا

الگ کوئی وجود نہیں وہ جزء ہیں ہندوستان کی وطنی قومیت کے۔ اس کے جواب میں مسلمانوں کے جذبہ تشخص نے انگڑائی لی اور دنیا کے نقشے پر ایک جدید مسلم ریاست ابھر آئی۔ لیکن بعد میں تشخص کا یہ جذبہ پہلے جیسی توانائی کے ساتھ باقی نہ رہا۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا یہ جذبہ کمزور ہوتا گیا اور عوارض اپنا کام کرتے رہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس ریاست کا وجود ہی خطرے میں پڑگیا۔ اس کا ایک حصہ جاتا رہا، جو باقی ہے وہ بھی معرض خطر میں ہے۔ اس کو بچانے اور باقی رکھنے کی تدبیریں کی جارہی ہیں۔

موجودہ حکومت اور عوام دونوں کوشاں ہیں کہ پاکستان ایک مسلم ریاست کی حیثیت سے قائم و دائم رہے۔ لیکن ہماری کوئی کوشش صحیح معنوں میں اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتی جب تک کہ تشخص کے اس حصار کو مستحکم نہ کریں جو ابتداء میں پاکستان کی تشکیل کا محرک بنا تھا اور آج اس کی بقا اور حفاظت کا ضامن ہے۔ اس کے لئے ہمیں یقینی طور پر یہ معلوم کرنا ہوگا کہ اس کے خط و خال کیا ہیں۔ اجمالاً نہیں تفصیلاً یہ دیکھنا ہوگا کہ ہمارے قومی تشخص کے اصلی عناصر کیا ہیں اور پھر انہی عناصر پر عملاً تعمیر نو کی بنیاد رکھنی ہوگی۔ یہ عناصر کوئی سر بستہ راز نہیں۔ بڑی آسانی سے ان کو تلاش کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں تحریک پاکستان کی روداد، بانی پاکستان کے ارشادات، معماران پاکستان کے اشارات، موجودہ سربراہ مملکت جناب ذوالفقارعلی بھٹو کے بہت سے اقوال ہماری رہنمائی کے لئے کافی ہیں۔ حوالہ جات اور تفصیل میں گئے بغیر ہم اختصار کے ساتھ ان عناصر کی نشاندھی کریں گے جو ہمارے قومی تشخص کی بنیاد ہیں اور جن کی بازیافت اور بازگرفت کے بغیر تعمیر قوم اور استحکام مملکت کا کوئی خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکے گا۔

اس سلسلے میں جو باتیں کہی جاتی ہیں قیام پاکستان سے بلکہ اس سے پہلے سے لے کر اب تک ہزار بار ان کا اعادہ افراد، حلقوں، اداروں، اور

جماعتوں کی طرف سے کیا جا چکا ہے، پھر بھی اس کو دھرانے اور یاد دلانے کی ضرورت اس لئے محسوس کی جا رہی ہے کہ اس باب میں بہت سے لوگوں کے ذہن صاف نہیں ۔ پاکستان واقعۃً اپنا تشخص قائم نہیں رکھ سکتا جب تک کہ یہاں کی سیاست اور جملہ اجتماعی امور میں قرآنی ہدایات کے مطابق عمل نہ کیا جائے ۔ ضرورت ہے کہ یہاں کی معاشرت میں اسلامی نظام عدل کو رائج کیا جائے، اس کی معیشت کو مساوات محمدی کے زریں اصولوں پر ترتیب دیا جائے ۔ اور ایسے حالات پیدا کئے جائیں کہ لوگ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی قرآن و سنت کے مطابق بسر کر سکیں ۔ تاکہ وہ دنیا اور آخرت دونوں میں امن و خوشحالی فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہوں ۔

آج کل پاکستان کے لئے دستور سازی کا کام منتخب نمائندوں پر مشتمل نیشنل اسمبلی میں ہو رہا ہے ۔ یہ بات خوش آئند اور موجب طمانیت ہے کہ زیر ترتیب دستور میں اسلام کو حکومت کا سرکاری مذہب قرار دے کر اس کی تعلیمات کو اساسی حیثیت دی گئی ہے ۔ ہمارے رہنماؤں اور قومی نمائندوں نے دستور کی حد تک یہ بات تسلیم کرلی ہے کہ وہ پاکستان کے ساتھ اس کے اسلامی تشخص کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہتے ہیں لیکن اس کے نتائج صرف اس وقت برآمد ہو سکیں گے جب اس دستور کا عملاً نفاذ ہوگا اور اس کے موافق قواعد و قوانین کی بنیاد پر ہماری روزمرہ زندگی استوار ہو جائے گی ۔